موٹاپا کم کرنے کے لیے (Bariatric surgery) کروانا کیسا؟

ریفرنس نمبر:FSD-8512 تاریخ:16-09-2023

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اِس مسئلے کے بارے میں کہ کچھ سالوں سے میڈیکل ترقی کے نتیجے میں (Bariatric surgery) کے ذریعے موٹاپے کو قابو کرنے کا طریقہ سامنے آیاہے۔اِس کا دوسرا نام (Metabolic Surgery) بھی ہے۔اس سرجری کی تفصیلات یہ ہیں کہ جب موٹاپا مخصوص حد سے بڑھ جائے، یعنی کسی شخص کی بی ایم آئی (BMI) اوورویٹ (Overweight) ہو جائے اور موٹاپا اِتنا بڑھ جائے کہ وہ خود ایک بیماری کی شکل اختیار کر لے، نیز مختلف امراض مثلاً: بی پی، شوگر اور دیگر دل کے امراض لاحق ہوچکے ہوں یالاحق ہونے کا قوی ترین اندیشہ ہو اور موٹاپا کم کرنے کے دیگر ذرائع مثلاً ورزش وغیرہ کارآمد ثابت نہ ہو رہے ہوں، تو اس صورت میں ڈاکٹرز اس سرجری کا مشورہ دیتے ہیں۔یہ سرجری لیپروسکوپک ٹیکنالوجی (Laparoscopic Technology) کے ذریعے کی جاتی ہے اور اس کے دو طریقے ہیں۔

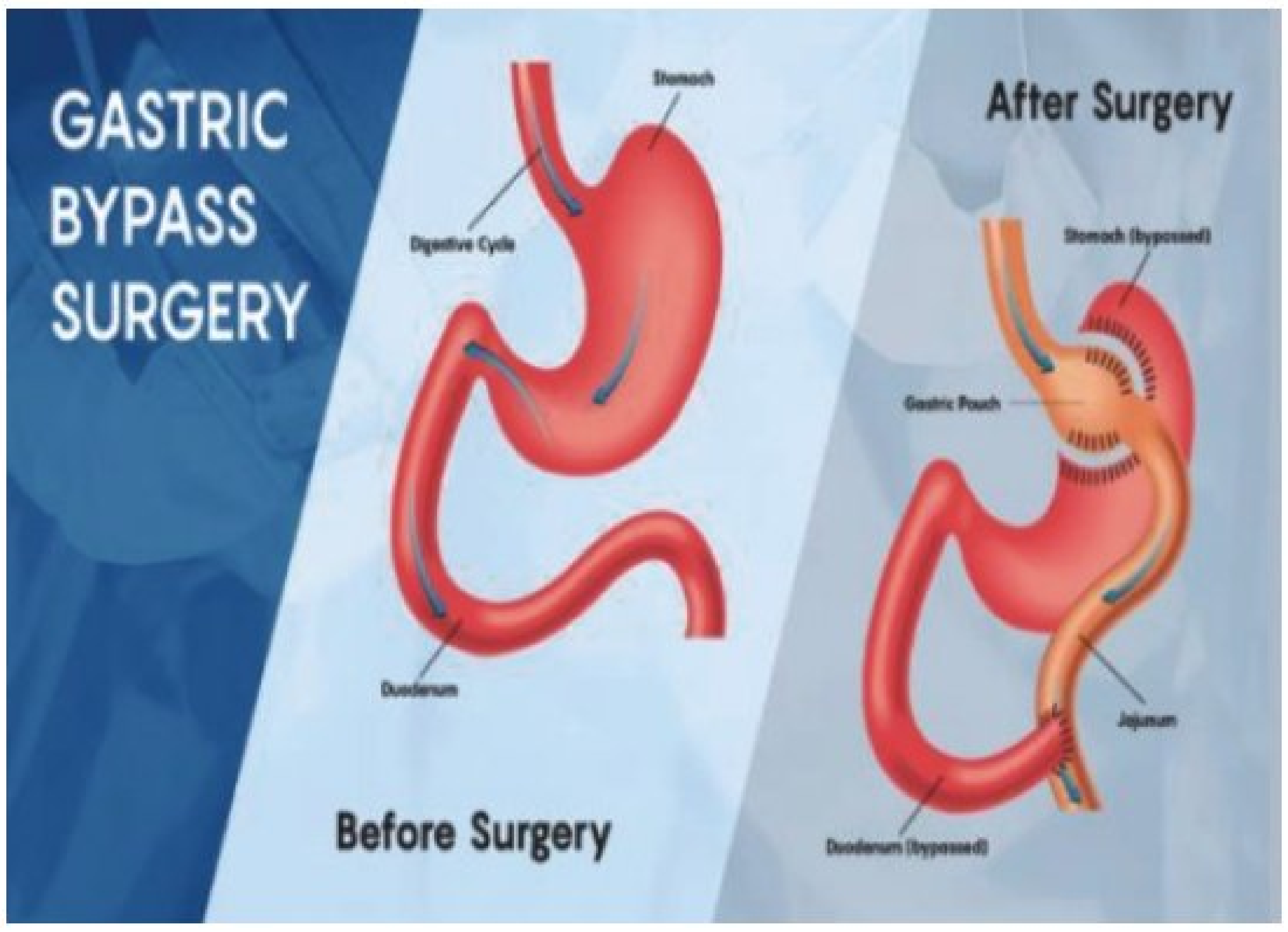

"Gastric Bypass Surgery"

اِس طریقہ میں کھانے کو براہِ راست معدے اور آنت کے ابتدائی حصے میں جانے سے روک دیا جاتا ہے، بلکہ بائی پاس کرتے ہوئے ڈائریکٹ معدے کے معمولی سے حصے سے گزر کر

کھانا چھوٹی آنت کے درمیان میں داخل ہوتا ہے۔اس کے دو فائدے ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ کھانے کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ کھانا مکمل ہضم نہیں ہوتا، جس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ مکمل ہضم ہونے کے نتیجے میں جن بیماریوں کے ہارمونز کو طاقت ملتی ہے، وہ ملنا بند ہو جاتی ہے اور بیماریوں کے اثرات میں کمی واقع ہوتی ہے۔

" Sleeve Gastrectomy"

اِس طریقہ کار میں معدے کو کاٹ کر اِس کا سائز چھوٹا کیا جاتا ہے اور معدے کو سٹیپل کر دیا جاتا ہے، جس سے پیٹ جلدی بھرنے کا احساس ہوتا ہے اور خوراک کم ہو جاتی ہے، پھر اِس سرجری اور مزید طبی ہدایات کی بدولت چند مہینوں میں مریض کے وزن پر کافی اثر ظاہر ہوتا ہے۔

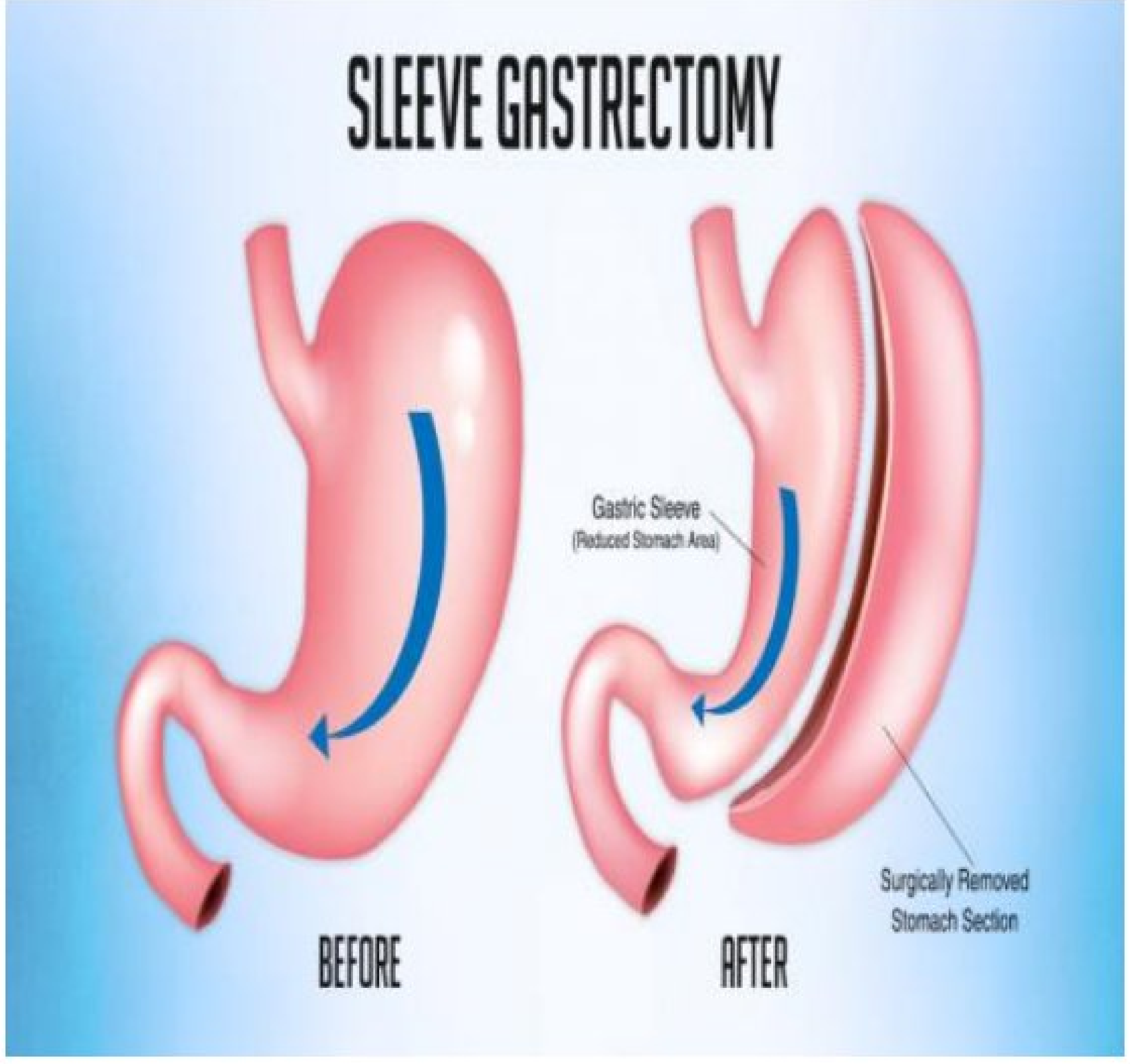

پاکستان اور بالخصوص مغربی ممالک میں اس سرجری کا کافی رجحان ہے۔ اس سرجری کی مختلف تھری ڈی ویڈیوز اور مریضوں کے تاثرات انٹرنیٹ پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا اسلامی نقطۂ نظر سے یہ سرجری کروانا، جائز ہے؟ اس سرجری کی اردو تفصیلات کے لیے یہ آرٹیکل (https://www.nawaiwaqt.com.pk/08-Jan-2018/744409) مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

سائل: محمد مشاہد حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جراحت (Operation/ Surgery) ایک قدیم طبی طریقۂ علاج ہے۔ اہلِ طب کی کتب میں اِس کی تفصیلات موجود ہیں۔ شرعی نقطہ نظر سے اس کی اجازت کچھ حدود و قیود سے مقید ہے، چونکہ

کسی بھی عضو کو چیرنا، کاٹنا یا تلف کرنا، در حقیقت اُس عضو کو فاسِد کرنے کے مترادف ہے اور یہ اُصولی طور پر ممنوع اور حرام ہے، کہ یہ خدا کی بنائی ہوئی چیز کو بدلنا ہے، لیکن فقہائے کرام نے بغرضِ علاج و تداوی، دفعِ عیب اور ضرورتِ شرعیہ کو بنیاد بناتے ہوئے قواعدِ شرعیہ کی روشنی میں اِس کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے، اِس کی امثلہ نیچے بیان کی جائیں گی۔

جہاں تک سوال میں بیان کردہ تفصیلات کا تعلق ہے، تو اِس کے متعلق مختلف اردو اور انگریزی تحقیقات، نیز اس سرجری کے ماہر اطباء کی آراء جاننے کے بعد یہ جواب ہے کہ یقیناً موٹاپے کا بہت زیادہ بڑھ جانا، از خود بیماری اور عیب ہے۔ اس کے نتیجے میں بہت سی مُہلک بیماریاں لگنے کا یقینی اور قوی اندیشہ ہوتا ہے، لہٰذا اَوَّلاً تو موٹاپے پر قابو پانے کے لیے ادویات، غذائی جدول اور مختلف جسمانی ورزشوں کا طریقہ اختیار کیا جائے کہ اِن طریقوں پر سنجیدگی سے عمل کرنا، موٹاپے کو قابو کرنے میں واضح اثر ظاہر کرتا ہے، لیکن بعض اوقات موٹاپا اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ مریض چلنے پھرنے سے بھی عاجز آنے لگتا اور مختلف طرح کے امراض کا شکار ہو جاتا ہے اور یہی وہ اسٹیج ہوتی ہے کہ جب ڈاکٹرز اِس سرجری کو ہی کارگر ثابت مانتے ہیں، لہٰذا اگر واقعی موٹاپا اتنا بڑھ چکا ہو کہ عیب اور بیماری کی صورت اختیار کر لے، شدید امراض ،مثلاً: ذیابیطس، فالج، دم گھٹنا یا امراضِ قلب وغیرہا لاحق ہو چکے ہوں یا لاحق ہونے کا غالب خدشہ ہو، پھر ماہر طبیب اسی علاج کو تجویز کریں اور اِس کے علاوہ بظاہر کوئی حل موجود نہ ہو، نیز اس سرجری میں مریض کی ہلاکت یا کسی دوسرے ضررِ شدید میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو، تو بغرضِ علاج اور دفعِ عیب کے لیے یہ سرجری کروانا، جائز ہے، لیکن اگر مذکورہ صورتِ حال نہ ہو، یعنی دیگر ذرائع سے موٹاپے پر قابو پانا، ممکن ہو یا عورت کہ فقط اپنی جسمانی خد و خال کی خوبصورتی کے لیے سرجری کروائے، تو اِس کی شرعاً اجازت نہیں۔

عضو کاٹنے کے متعلق "مسلم شریف" میں ہے: "عن جابر قال: بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إلی أبي بن کعب طبیبا فقطع منه عرقا ثم کواہ علیه" ترجمہ: حضرت جابر سے مروی ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت ابی بن کعب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی طرف ایک طبیب کو

روانہ کیا، چنانچہ اُس طبیب نے آپ کی رگ کو کاٹا اور پھر اُس جگہ کو (گرم چیز سے) داغ دیا۔

(صحیح المسلم، جلد04، صفحہ1730، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت)

اِس کے تحت **مفتی محمد احمد یار خان نعیمی** رَحمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (وِصال:1391ھ/1971ء) لکھتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ آپریشن بڑا پرانا علاج ہے۔ زمانہ نبوی میں اس کی اصل موجود تھی۔ چیر پھاڑ، رگ کی کاٹ چھانٹ یہ ہی آپریشن کی حقیقت ہے، چونکہ رگ کٹ جانے سے تمام خون نکل جانے کا اندیشہ تھا، اس لیے زخم کو آگ سے جھلسادیا گیا، تاکہ خون بند ہو جائے۔

(مرأۃ المناجیح، جلد06، صفحہ216، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاھور)

بغرضِ علاج اعضاء کی قطع وبُرید پر امثلہ:

(1) اگر ہاتھ پر آکلہ (عضو کو کھانے والی بیماری) ظاہر ہو جائے تو فقہائے کرام نے حکم دیا کہ اُس عضو کو کٹوانا، جائز ہے، تاکہ وہ مرض جسم کے دوسرے حصوں میں سرایت نہ کرے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”لا بأس بقطع العضو إن وقعت فيه الآكلة لئلا تسري كذا في السراجية ولا بأس بقطع اليد من الآكلة وشق البطن لما فيه“ ترجمہ: اگر کسی عضو میں آکلہ ظاہر ہو جائے، تو اُس عضو کو کاٹنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں، تاکہ وہ مرض دیگر اعضا میں سرایت نہ کرے، جیسا کہ ”السراجیۃ“ میں ہے۔ آکلہ کے سبب ہاتھ کاٹنے **یا پیٹ میں کسی چیز کے سبب پیٹ چیرنے میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں۔**

(الفتاوی الھندیۃ، جلد05، صفحہ360، مطبوعہ کوئٹہ)

”الجوھرۃ النیرۃ“ میں ہے: ”إذا قال لرجل اقطع يدي وذلك لعلاج كما إذا وقعت فيها أكلة فلا بأس به وإن كان من غير علاج لا يحل له قطعها“ ترجمہ: جب ایک شخص نے دوسرے سے کہا: میرے ہاتھ کو کاٹ دو اور یہ کٹوانا علاج کے لیے ہو، جیسا کہ ہاتھ میں آکلہ پیدا ہو جائے، تو اِس میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن اگر یہ کٹوانا بغرضِ علاج نہ ہو، تو کٹوانا حلال نہیں، بلکہ حرام ہے۔

(الجوھرۃ النیرہ، جلد02، صفحہ337، مطبوعہ ملتان)

(2) اگر پیدائشی طور پر جسم کے کسی حصے پر اضافی گوشت ہو، تو اُسے کٹوانا، جائز ہے، بشرطیکہ اُسے کٹوانے میں مریض کی ہلاکت کا قوی اندیشہ نہ ہو، چنانچہ اِسی میں ہے:"من له سلعة زائدة يريد قطعها إن كان الغالب الهلاك فلا يفعل وإلا فلا بأس به كذا في خزانة المفتين" ترجمہ: جس کے جسم پر اضافی گوشت ہو اور وہ کٹوانے کا ارادہ رکھتا ہو، تو اگر مریض کی ہلاکت کا قوی اندیشہ ہو، تو یہ گوشت کٹوانا، جائز نہیں، ورنہ کوئی حرج نہیں، جیسا کہ "خزانة المفتين" میں ہے۔

(الفتاوی الھندیہ، جلد05، صفحہ360، مطبوعہ کوئٹہ)

(3) علاج یا عیب دور کرنے کے لیے دانت گھسوانا، جائز ہے، چنانچہ شارِح بخاری، علامہ بدرالدین عینی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال:855ھ/1451ء) لکھتے ہیں:"اللام فيه للتعليل احترازا عما لو كان للمعالجة ومثلها" ترجمہ: (حدیث مبارک میں) "للحسن" پر آنے والا "لام" تعلیل کا ہے اور اِس مسئلہ سے احتراز کرنے کے لیے ہے کہ اگر دانت گھسوانا، علاج وغیرہ کے لیے ہو، تو جائز ہے۔

(عمدة القاری، جلد22، صفحہ63، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(4) زائد انگلی کٹوانا، جائز ہے، چنانچہ مجتہد فی المسائل امام قاضی خان رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے لکھا:"إذا أراد أن يقطع إصبعا زائدة أو شيئا آخر قال أبو نصر رحمه الله تعالى إن كان الغالب على من قطع مثل ذلك الهلاك فإنه لا يفعل لأنه تعريض النفس للهلاك وإن كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك" ترجمہ: جب کوئی شخص اپنی زائد انگلی یا کسی دوسرے زائد عضو کو کٹوانے کا ارادہ رکھے، تو ایسے فرد کے متعلق امام ابو نصر رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: اگر انگلی وغیرہ کٹنے سے ہلاکت غالب ہو، تو وہ شخص اپنی زائد انگلی نہیں کٹوا سکتا، کیونکہ اِس صورت میں اپنی جان کو ہلاکت پر پیش کرنا ہے اور اگر سرجری کا کامیاب ہونا اور صحت مل جانا غالب ہو، تو انگلی یا کسی بھی زائد عضو کے کٹوانے کی گنجائش موجود ہے۔

(فتاویٰ قاضی خان، جلد3، صفحہ313، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

مذکورہ بالا جملہ مسائل میں فقہائے کرام نے بغرضِ علاج جسم کے کسی حصے کو تلف کرنے کا جواز بیان کیا ہے۔

موٹاپا ایک عیب اور بیماری ہے، نیز عضو کو تلف کرنے کا جواز:

بہت زیادہ موٹاپا ہو جانا ایک عیب اور بہت سی بیماریوں کا باعث ہے، چنانچہ مشہور مسلم سائنس دان اور طبیب محمد بن زکریا رازی نے اپنی کتاب "الحاوی فی الطب" میں لکھا: "إذا کثر الشحم هاج الغثیان، وَقَلَتِ النطف والفالج واللقوة والموت الفجأة" ترجمہ: جب چربی بہت بڑھ جائے، تو قے کی کثرت، مختلف طرح کے فساد و عیوب، فالج، لقوہ اور اچانک موت کے خطرات جڑ پکڑتے ہیں۔

(الحاوی فی الطب، جلد 02، صفحہ 143، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بعض اوقات کسی عضو کو تلف کرنا، دیگر جسمانی اعضاء کی حفاظت کے لیے ہوتا ہے، لہٰذا جب یہ "اِتلاف" بغرضِ اصلاحِ بدن ہو، تو جائز ہے، چنانچہ سلطان العلماء علامہ عز بن عبد السلام رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال: 660ھ/1262ء) نے قواعد فقہیہ پر مشتمل اپنی کتاب "قواعد الاحکام فی مصالح الانام" میں لکھا: "الاتلاف وهو اضرب أحدها: إتلاف لإصلاح الأجساد، وحفظ الأرواح، كإتلاف الأطعمة... ويلحق به قطع الأعضاء المتآكلة حفظاً للأرواح، فإن إفساد هذه الأشياء جائز للإصلاح" ترجمہ: عضو تلف کرنے کا حکم چند انواع پر ہے۔ پہلی صورت یہ ہے کہ جسم کی اصلاح اور جان کی حفاظت کے لیے کسی عضو کو تلف کرنا، جیسا کہ کھانوں کو تلف کیا جاتا ہے۔ اِسی حکم میں آکلہ زدہ اعضاء کو کاٹنے کا حکم بھی شامل ہو گا، کہ اُس میں بھی بدن اور جان کی حفاظت مقصود ہوتی ہے۔ بے شک اِن چیزوں میں کسی عضو کو فاسد، معطل اور تلف کرنا، بغرض اِصلاح، جائز ہے۔

(قواعد الاحکام فی مصالح الانام، جلد 02، صفحہ 87، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

"درر الحکام فی شرح مجلۃ الأحکام" میں ہے: "إذا تعارض مفسدتان روعي أعظمهما ضررا بارتكاب أخفهما لأن الضرورات تبيح المحظورات، فإذا وجد محظورات و كان من

الواجب أو من الضروري ارتكاب أحد الضررين فيلزم ارتكاب أخفهما و أهونهما“
ترجمہ: جب دو خرابیاں متعارض ہوں، تو کم خرابی کا ارتکاب کرتے ہوئے بڑی خرابی کی رعایت کی جائے گی، کیونکہ ضروریاتِ شرعیہ، ممنوع کاموں کو مباح کر دیتی ہیں، لہذا جب کوئی ممنوع شرعی پایا جائے اور دو خرابیوں میں سے کسی ایک کا ارتکاب لازم اور ضروری ہو، تو ہلکی اور خفیف خرابی کا ارتکاب کر لیا جائے گا۔
(دررالحکام في شرح مجلة الأحكام، جلد 01، صفحہ 41، مطبوعہ دار الجیل)

جان یا اعضاء کے نقصان یا فساد کا صحیح اندیشہ حکمِ شرعی میں تخفیف کا باعث ہوتا ہے، جیسا کہ زین الدین علامہ ابن نجیم مصری حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال: 970ھ / 1562ء) لکھتے ہیں: ”مشقة عظيمة فادحة كمشقة الخوف على النفوس والأطراف ومنافع الأعضاء فهي موجبة للتخفيف“
ترجمہ: ایسی مشقت کہ جو بہت بڑی ہو اور سخت دشواری کا باعث ہو، جیسا کہ اپنی جان، اعضاء یا اُن کے منافع پر کسی طرح کا خوف ہونا، تو یہ مشقت حکمِ شرعی میں تخفیف کا باعث ہوتی ہے۔
(الاشباہ والنظائر، صفحہ 70، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

”احكام الجراحة الطبية والآثار المترتبة عليها“ میں ہے: ”يشترط في الضرر أن يغلب على ظن الطبيب وقوعه، أما إذا لم يغلب على ظنه بأن كان متوهماً مثلاً كما في جراحة استئصال اللوزتين السليمتين من الأطفال خشية التهابها مستقبلاً، فإن هذا الظن المتوهم لا تأثير له، ولا يصير به المريض محتاجاً، فهذه الأمراض، والحالات الجراحية إذا لم يتم علاجها بالجراحة اللازمة، فإنها تهدد الأعضاء المصابة وغيرها بالخطر فعلى سبيل المثال: مرض الجلوكوما المزمن الذي يصيب العين، لا يحس المريض المصاب به بآلام سوى صداع خفيف، ولا يزال يسري في العين المصابة إلى أن يؤدي إلى فقد الإبصار بها بالكلية بجواز هذا النوع من الجراحة يعتبر متفقاً مع أصول الشرع وقواعده وذلك لأن الشريعة الإسلامية راعت رفع الحرج، ودفع الضرر عن العباد، كما دلت على ذلك نصوص الكتاب العزيز، والسنة النبوية المطهرة“ ترجمہ: مرض کے مضر ہونے میں شرط

یہ ہے کہ کسی ماہر طبیب کی رائے پر اُس کا ضرر رساں ہونا غالب ہو۔ اگر غالب اندیشۂ ضرر نہ ہو، بلکہ فقط ایک وہمی خدشہ ہو، مثلاً بچوں کے صحیح ٹانسلز کو نکلوانے کے لیے آپریشن کروا دینا تاکہ یہ مستقبل میں پھول نہ جائیں، تو اِس وہم کی آپریشن کے جواز کے لیے کوئی تاثیر نہیں اور نہ ہی مریض اِس آپریشن کا محتاج ہوتا ہے۔ البتہ اِن امراض (Liver Cyst, Glaucoma, Cardiac Tumors) کا اگر لازمی آپریشن نہ کیا جائے، تو یہ اُن مرض زدہ اور دیگر اعضاء کو نقصان پہنچاتے ہیں، مثلاً: آنکھ میں موتیا اُتر آنا کہ اِس سے مریض کو معمولی تکلیف کا ہی سامنا ہوتا ہے، لیکن یہ مرض آہستہ آہستہ کلی طور پر بصارت کے زوال کا سبب بن جاتا ہے، لہذا اِس طرح کے آپریشن کے جواز میں شریعت اسلامیہ کے قواعد واصول متفق ہیں، کیونکہ شریعت اسلامیہ رفعِ حرج اور لوگوں سے دفعِ ضرر کی رعایت رکھتی ہے، جیسا کہ اِس پر کتاب اللہ اور سنتِ نبویہ کی بہت سی نصوص دلالت کرتی ہیں۔

(احکام الجراحة الطبية والآثار المترتبة عليها، صفحه 142، مطبوعه مكتبة الصحابه، جدة)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

29 صفر المظفر 1445ھ/16 ستمبر 2023

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے